جمعہ | 4۔ جولائی 1997ء | احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جمعہ 28 صفر المظفر ۔1418ھ 4 وفا 1376ہش 4 جولائی 1997ء | جلد 47-82 نمبر 146

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیعت کی حقیقت پر کاربند ہونا ضروری ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

تم ایسے ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ کے ارادے تمہارے ارادے ہو جاویں۔ اسی کی رضا میں رضا ہو۔ اپنا کچھ بھی نہ ہو۔ سب کچھ اس کا ہو جاوے۔ صفائی کے یہی معنی ہیں کہ دل سے خدا تعالیٰ کی عملی اور اعتقادی مخالفت اٹھادی جاوے۔ خدا تعالیٰ کسی کی نصرت نہیں کرتا جب تک وہ خود نہیں دیکھتا کہ اس کا ارادہ میرے ارادے اور اس کی مرضی میری رضا میں فنا نہیں ہے۔ میں کثرت جماعت سے کبھی خوش نہیں ہوتا۔ اب اگرچہ چار لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے مگر حقیقی جماعت کے معنے یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کرلی۔ بلکہ جماعت حقیقی طور سے جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے ان میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 454)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ یونسؑ کی قوم گریہ وزاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں محاتبت مغاضبت کو کہتے ہیں اور حوت مچھلی کو کہتے ہیں اور نون تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یونسؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔ اصل یوں ہے کہ عذاب کے ٹل جانے سے ان کو شکوہ اور شکایت کا خیال گزرا کہ پیشگوئی اور دعا یوں ہی رائیگاں گئی اور یہ بھی خیال گزرا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے اور رونا دھونا اور صدقات' فرد قرارداد جرم کو بھی ردی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا' جب تک کہ عملی رنگ میں لاکر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔ صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونسؑ کے حالات میں در منثور میں لکھا ہے کہ آپ نے کہا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا۔ تجھے رحم آجائے گا۔

؎ ایں مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم

(ملفوظات جلد اول صفحہ 155)

ولادت

○ محترم مولانا سلطان محمود انور صاب ناظر اصلاح وارشاد لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے عزیزم مکرم ظفر احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ کو مورخہ 27- جون 1997ء بروز جمعہ تیسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت صاحب نے نومولود کا نام راشد احمد عطا فرمایا ہے۔ بچہ حضرت صاحب کی بابرکت تحریک وقف نو میں شامل ہے نومولود مکرم چوہدری نواب دین صاحب تہال ضلع گجرات حال کینیڈا کا پوتا اور مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب کاہلوں دارالیمن وسطی ربوہ حال جرمنی کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک خادم دین اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور احمدیت کا نام روشن کرنے والا بنائے۔

○ مکرم صفدر علی وڑائچ صاحب سیکرٹری دعوت الی اللہ سرگودھا (سابق قائد ضلع و علاقہ سرگودھا) کو شادی کے 16 سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 97-5-9 کو دوسری اہلیہ سے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت اس کا نام مظہر علی عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری محمد شریف صاحب وڑائچ سابق صدر جماعت رجوعہ تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین کا پوتا اور مکرم ملک عبد الرشید صاحب گلاں چک ضلع سیالکوٹ کا نواسہ ہے۔ حضرت چوہدری بڈھا خان صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ مکرم صفدر علی صاحب کے پڑدادا تھے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو سعادت مند' باعمر خادم دین بنائے۔

○ مکرم عبد القدوس چوہدری صاحب ابن مکرم چوہدری محمد میر آف کوٹ عبد المالک حال ٹورنٹو کینیڈا کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 10- مئی 1997ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضرت صاحب نے ازراہ شفقت حاشر احمد مہر عطا فرمایا ہے۔ عزیز وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم حکیم حفیظ الرحمان صاحب سنوری کا پڑنواسہ اور ممتاز حسین حال کینیڈا ابن مکرم محمد حسین صاحب (وفات یافتہ) سابق خادم بیت مبارک کا نواسہ ہے۔

احباب کی خدمت میں نومولود کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب رحلت فرماگئے

موصوف حضرت صاحب کے سمدھی اور حضرت صاحب کی حرم محترم آصفہ بیگم کے بھائی تھے

ربوہ 3۔ جولائی 1997ء احباب جماعت کو افسوس اور دکھ سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے سمدھی اور حضرت صاحب کی حرم محترم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ (وفات یافتہ) کے بھائی اور حضرت صاحب کی سب سے چھوٹی صاجزادی عزیزہ مکرمہ صاجزادی امتہ الحبیب طوبیٰ صاحبہ کے سسر' محترم صاجزادہ مرزا نسیم احمد صاحب آج صبح لاہور میں انتقال کر گئے۔ ان کی عمر قریباً 72 سال تھی۔ محترم صاجزادہ صاحب کو رات دس بجے کے قریب دل کا حملہ ہوا انہیں فوراً ماڈل ٹاؤن

باقی صفحہ 7 پر

دین ایک ایسی چیز ہے کہ اس پر چل کر انسان خدا تعالیٰ کو راضی کرلیتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

4- وفا 1376 ھش　　4- جولائی 1997ء

آگے بڑھنے کے انداز

انسان معاشرے میں رہتا ہے اور معاشرے میں رہنے کا اس پر ایک یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو دیکھتا ہے۔ وہ کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں کرتے۔ وہ کس طرح رہتے سہتے ہیں' کس طرح آسودگی حاصل کرتے ہیں۔ اور کس طرح اپنے دکھوں کا مداوا کرنے کے لئے تگ ودو کرتے ہیں۔ گویا کہ اس کے سامنے ہر قسم کی مثال موجود ہوتی ہے۔ کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ کوشش کرتے دکھائی دیتے ہیں' کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کوشش تو کرتے ہیں لیکن اس کا اظہار نہیں کرتے۔ البتہ ذرا سا بھی کریدا جائے تو معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ان کے دل میں آگے بڑھنے کی خواہش ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ بعض اوقات حسد بھی اسی بات کا نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان کے دل میں آگے بڑھنے کی خواہش ہے اور وہ اسے غلط طریق پر استعمال کرتا ہے تو وہ حسد کہلاتا ہے۔ اگر وہ غلط طریق پر استعمال نہ کرے اور یہ چاہے کہ میں بھی آگے بڑھ جاؤں' کسی کی ٹانگ نہ کھینچوں۔ کسی کو زک نہ پہنچاؤں کسی کے لئے اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ کاش یہ شخص پیچھے چلا جائے اور میں آگے بڑھ جاؤں۔ آگے بڑھنے کی خواہش کا یہ تقاضا نہیں کہ لوگ پیچھے چلے جائیں۔ اگرچہ یہ بات ہے تو لازمی۔ ایک آدمی آگے بڑھے گا تو دوسرا پیچھے رہ جائے گا لیکن اگر فطری طور پر کوئی پیچھے رہ جائے تو یہ کسی کا قصور نہیں۔ البتہ جب کوئی شخص آگے بڑھتے ہوئے' دل میں اس خواہش کا اظہار کرے اور اس کے لئے پوشیدہ یا کھلم کھلا تگ ودو بھی کرے کہ وہ دوسروں کو پیچھے چھوڑ دے تو یہ بات نامناسب ہوگی۔ انسانی زندگی میں آگے بڑھنے کی خواہش اس حد تک پائی جاتی ہے کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں انسان اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر ثابت کرنے کی کوشش نہ کرے۔ بچے ایک دوسرے کے ساتھ کھیلتے ہیں تو ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنا ان کا مقصد ہو جاتا ہے۔ آگے بڑھتے ہیں اور آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے آگے بڑھیں۔ وہ طالب علم بنتے ہیں تو وہاں بھی یہ خواہش جاری رہتی ہے۔ جو لڑکے ظاہرا طور پر آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے ان پر صرف مایوسی طاری ہوتی ہے۔ اور اگر یہ مایوسی طاری نہ ہو تو وہ بالکل اسی طرح آگے بڑھنے کی کوشش کریں جس طرح دوسرے طالب علم آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کتنی خواہش ہوتی ہے کہ اول آیا جائے یا اور کچھ نہیں تو پہلے دس ٹاپ کے طالب علموں میں شمار ہو۔ یہ سب کچھ اس انسانی فطرت کا اظہار ہے جو انسان کو دوسروں سے آگے بڑھنے پر اکساتی ہے۔ اس کے بعد انسان عملی زندگی میں داخل ہوتا ہے۔ وہاں بھی ہر لمحہ اس کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ دوسروں سے آگے بڑھے۔ اگر اس کا آگے بڑھنا کسی طرح رک جائے تو وہ ہر جگہ اس بات کی شکایت کرتا ہے کہ اس کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ اسے اگلا گریڈ ملنا چاہئے تھا۔ وہ ترقی کا حقدار ہے۔ اور بعض اوقات ترقی کا حقدار ہونے کی وجہ سے وہ ایسے جھگڑے بھی کھڑے کرلیتا ہے جو اس کے لئے مضر ثابت ہوتے ہیں۔ اگر وہ تجارت میں ہے تو اپنے بازو والی دکان کو دیکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس سے زیادہ بہتر ہو جائے۔ اور بعض اوقات جن کے دل میں یہ خواہش زیادہ تلملاتی ہے وہ آگے بھی بڑھ جاتے ہیں۔

گویا کہ یہ سب کچھ انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور اسی لئے ہم میں سے ہر شخص کی کسی نہ کسی رنگ میں یہ خواہش ہوتی ہے اور ہم اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے کھلم کھلا یا پوشیدہ طور پر کچھ نہ کچھ کرتے ہیں۔ آپ لباس ہی کو لیجئے۔ مردوں میں بھی یہ خواہش ہے اور عورتوں میں بھی یہ خواہش ہے' عورتوں کی خواہش کا تو ایک نمونہ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ کسی عورت نے اپنے میاں سے کہا کہ فلاں کپڑا ابھی کسی نے نہیں پہنا میں سب سے پہلے پہننا چاہتی ہوں۔ گویا کہ دوسروں سے آگے نکلنا چاہتی ہوں اور اس کا دوسرا رخ وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ یہی کپڑا خریدنے کے لئے وہ یہ بھی کہہ دیتی ہے کہ اب تو سب نے یہ کپڑا پہن لیا ہے میں سب سے پیچھے رہ گئی ہوں۔ گویا کہ میرا جائز حق ہے میں بھی آگے بڑھوں۔ اور اس طرح وہ کپڑا خرید لیا جاتا ہے۔

فطرت کا یہ خاصہ ہی معاشرے کو آگے بڑھانے کا باعث بنتا ہے۔ جب ہر شخص یہ کوشش کرے کہ وہ دوسروں سے آگے نکل جائے تو بے شک کچھ لوگ تو آگے نہیں نکل سکیں گے لیکن اس کے باوجود بہت سے لوگ پہلے کی نسبت بہتر ہو جائیں گے۔ جو کام بھی وہ کریں گے وہ پہلے سے زیادہ بہتر ہوگا۔ اور اس طرح بہتر سے بہتر ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن ایک خاص بات یاد رکھنے والی یہ ہے کہ رشک اور حسد بھی اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہم اس بات کو مد نظر رکھیں کہ رشک تو کیا جائے لیکن حسد کے قریب بھی نہ جائیں تو یقیناً ہماری ہر بات صحیح طور پر فطرت انسانی کو آگے بڑھانے والی ہوگی اور ہم اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور جوں جوں اس سے فائدہ اٹھائیں گے تمام لوگ اپنی اپنی جگہ پر یہ کوشش کریں گے کہ دوسروں سے آگے نکلیں۔ کسی کو کہنی مار کر پیچھے نہیں گرائیں گے۔ اپنی اہلیت اور قابلیت کو کام میں لاتے ہوئے دوسروں سے آگے نکلیں گے۔ جب ایسے ہوتا ہے تو انسانی معاشرہ نہایت صفائی کے ساتھ آگے بڑھنے لگتا ہے اور اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہی وہ بات ہے جس نے انسانی معاشرے کو آگے بڑھایا ہے۔ آخر آج جو معاشرہ ہے آج سے دس ہزار سال پہلے کا تو نہیں ہے۔

پس آیئے ہم اپنی اس فطرت کو کام میں لائیں۔ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں لیکن کسی کو کہنی مار کر پیچھے نہ ہٹائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

گزارہ کر رہے ہیں وہ بڑے صبر و تحمل سے
اسیرانِ رہِ مولا کو مولا اب رہائی دے
تری درگاہ سے خالی نہیں لَوٹا کبھی کوئی
دعائے صبحگاہی کو اثر تک اب رسائی دے
یہاں انصاف ملنے کا کوئی امکاں نہیں باقی
کہاں جا کر کوئی بے جرم ہونے کی دہائی دے

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبزادہ مرزا مجید احمد' ایم-اے

تسبیح و تحمید

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اس کی تسبیح اور تحمید کر رہا ہے۔ انسان سوچتا ہے کہ آخر یہ تسبیح و تحمید کیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ اتنی تحدی سے اور بار بار اپنے پاک کلام میں ذکر فرماتا ہے۔ کیا محض اللہ پاک ہے۔ اللہ پاک ہے کا ورد یا تسبیح کے دانوں پر انگلیاں پھیرنا۔ عبادت بجالانا ہی تسبیح و تحمید ہے تو پھر ہمیں یہ عمل جمادات و نباتات میں تو کیا انسانوں میں سوائے چند ایک کے کہاں نظر آتا ہے۔ جو ولی اللہ ہوتے ہیں ان کے متعلق تو یہ بات مشہور ہے کہ یہ پاک وجود جن کو اللہ تعالیٰ سے اتصال کا شرف حاصل ہو چکا ہوتا ہے انہیں پتھر حمد کرتے اور شجر سجدہ کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن ایک عام انسان کی پہنچ سے یہ بات باہر ہوتی ہے۔ ان کا نفس اتنا لطیف نہیں ہوتا کہ وہ ایسے مناظر دیکھ سکے۔ اسے تو پہاڑ پہاڑ ہی نظر آتے ہیں اور شجر شجر ہی۔ وہ ان کی تسبیح و تحمید کے مشاہدہ سے بالکل نا آشنا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ حمد تو کرتے ہیں مگر تمہیں اس کا شعور نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کائنات میں کل مخلوق کا آج کل کی ترقی یافتہ اور سائنسی دنیا میں بھی احاطہ کرنا انسان کے بس سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر دن نئی شان ہوتی ہے۔ اس کا تخلیق کا عمل ہمیشہ سے جاری و ساری ہے اور ہمیشہ جاری و ساری رہے گا۔ جس طرح اس کی ذات پر کوئی موت تو کیا اونگھ بھی نہیں آتی اسی طرح اس کی تمام صفات جو اس کے وجود کا حصہ ہیں ان میں بھی نہ کوئی تعطل آتا ہے اور نہ ہی موت۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک باریک سے باریک جرثومہ جو آنکھ سے بھی نظر نہیں آتا اور جو کروڑوں بلکہ شاید اربوں کھربوں کی تعداد میں پیدا ہوتے ہیں اور چند گھنٹوں یا دنوں میں مر بھی جاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کیا تسبیح یا حمد کر رہے ہیں؟ یا پھر ایک پتھر یا شجر یا جانوروں میں سے ایک خونخوار درندہ کیا حمد کرتا ہے؟ باریکیوں میں پڑے بغیر ایک عام آدمی کے سمجھنے کے لئے یہ کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دو قانون اس کائنات میں جاری ہیں۔ ایک قانون قدرت اور دوسرا قانون شریعت۔ قانون قدرت کا اطلاق تمام مخلوق پر ہوتا ہے۔ جس میں جمادات سے لے اشرف المخلوق یعنی بشر تک شامل ہیں۔ اور قانون شریعت کا اطلاق صرف اس مخلوق پر جاری ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شعور اور نطق کی صفات سے خاص طور پر نوازا ہے۔ اس قانون کا اطلاق اس کی باقی مخلوق پر نہیں ہوتا۔ ان پر یہ بوجھ دراصل انسان کو اس کے اس درجہ کمال تک پہنچانے اور لے جانے کے لئے ڈالا گیا ہے جسے سدرۃ المنتہیٰ کہا گیا ہے۔ کیونکہ جب تک مشقت کا عمل بمنزلہ جزاء کا دائرہ شروع نہیں ہوتا اور جتنی کوئی جدوجہد کرتا ہے اتنا ہی اجر کا مستحق ہوتا چلا جاتا ہے۔

قانون قدرت کا اطلاق تمام مخلوق پر ہوتا ہے۔ اس سے کسی کو بھی مفر نہیں۔ اس قانون کے دائرہ کے اندر ان کے تمام افعال اور اعمال ہی اس مخلوق کی تسبیح ہیں۔ اس قانون کی وہ نہایت درجہ کی اطاعت کر رہے ہیں اور ہر ایک چیز نہایت تذلل اور عبودیت سے خدا کے آستانہ پر گری ہوئی ہے اور اس کی فرمانبرداری میں مستغرق ہے۔ کوئی پتہ تک بجز اس کے امر کے ہل نہیں سکتا۔ پہاڑوں اور زمین کا ذرہ ذرہ۔ دریاؤں اور سمندر کا قطرہ قطرہ۔ درختوں اور بوٹیوں کا پات پات۔ یہاں تک کہ انسان اور حیوانات کے کل ذرات خدا تعالیٰ کو پہچانتے اور اطاعت کرتے ہیں۔ جمادات میں پہاڑوں کو لے لیں وہ کس طرح کرہ ارض میں میخوں کی طرح گڑے ہوئے ہیں اور اس کی گردش کو اس طرح کنٹرول کرتے ہیں کہ وہ اسے مدار سے نکلنے نہیں دیتے۔ ان کی اغراض میں سے یہ بھی ایک بہت بڑی غرض ہے۔ یوں تو خدا کی قدرتوں کا کوئی شمار نہیں اور اغراض کی تہہ تک پہنچنا انسان کے بس سے باہر ہے۔ خدا معلوم اور کون کون سی اغراض ہونگی جو ان کی تخلیق میں پوشیدہ ہیں۔ ایک درخت کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھیں وہ کس طرح بخارات کی زہریلی گیسوں کو جذب کرتا ہے اور ان گیسوں کا اخراج کرتا ہے جو انسان کی بقا کے لئے ضروری ہیں۔ یہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کو نائٹروجن میں تبدیل کرنے والی فیکٹری خاموشی سے اپنے کام میں لگی ہوئی ہے۔ اگر وہ اپنا یہ عمل چھوڑ دے تو کرہ ارض پر سے زندگی ناپید ہو جائے۔ وہ کس طرح زمین کے کٹاؤ کو روکتے ہیں۔ ان کی پیدائش کی اغراض میں سے ایک غرض یہ بھی ہے اور اس پر مدام کرنا ہی ان کی تسبیح ہے۔ جانوروں میں سے ایک درندہ جانور شیر کو ہی لے لیں۔ بظاہر انسان اسے ایک چیرنے پھاڑنے والے ایک درندہ کے طور پر دیکھتا ہے۔ یہ نہ اس کے کھانے کے کام آتا ہے اور نہ ہی سواری کے۔ نہ ہی انسان اس سے دودھ حاصل کرتا ہے مگر دنیا کے Ecosystem میں اس کا اپنا منفرد کردار ہے۔ اس سسٹم کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر ایک جنگل میں صرف ہرن اور اس کی نوع کے ہی جانور چھوڑ دیئے جائیں تو زمین کا ECO بیلنس جو قدرت قائم رکھنا چاہتی ہے وہ درہم برہم ہو جاتا ہے اس لئے شکار کرنے والے جانوروں کا وجود اس توازن کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ سمندر ہیں۔ دریا ہیں۔ بادل ہیں۔ کس طرح وہ اس نظام حیات میں اپنا اپنا کردار کس خاموشی سے ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ ہوائیں نہ چلیں تو بادل کہاں سے اٹھیں۔ بادل نہ اٹھیں تو بارش کس طرح برسے۔ بارش نہ برسے تو اناج کس طرح پیدا ہو۔ سورج کی روشنی نہ ہو تو زندگی کی بقا کیسے رہے۔ فصلیں کس طرح پکیں۔ چاند نہ ہو تو اثمار میں مٹھاس کس طرح پیدا ہو۔ ان کا یہ عمل ہی اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے۔

ایک دہریہ کہہ سکتا ہے کہ تمہارا خدا تو کہتا ہے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے' اس کی تسبیح کر رہا ہے۔ میں تو اس کی کوئی حمد نہیں کرتا۔ میں تو اس کے وجود تک کو تسلیم نہیں کرتا کجا کہ اس کی حمد و ثنا کروں اور نہ مجھے کسی شئے سے تمہارے خدا کی کوئی حمد اور تسبیح کی آواز سنائی دیتی ہے۔ آدمی اس سے پوچھے کہ اے نادان تیرے خدا کو نہ مانتے ہوئے بھی تیری ذات کا ذرہ ذرہ اس کی حمد و ثنا میں مصروف ہے۔ تو نیست میں تھا تو ہست کیا گیا۔ تیرا وجود جو ایک قطرہ جس میں کروڑوں Sperms تھے ان میں سے ایک کو چنا گیا جو تو تھا۔ اس Sperm کا تیری ماں کے Ovam سے نکلے ہوئے EGG سے اتصال ہوا۔ کروڑوں Sperm تیری ہستی کو وجود میں لانے کے لئے قربان کر دیئے گئے۔ تو نے پھر لوتھڑے کی شکل اختیار کی۔ مختلف مراحل سے گزرا۔ پھر تجھ میں نفخ روح ہوئی۔ تیری پیدائش پر تیری ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتارا گیا جو ایک ایسی مکمل غذا تھا کہ تو دو سال تک اسی پر پل سکتا تھا۔ تیری ماں نے تجھے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا۔ تو بڑا ہوا اور اب اپنے ہی پیدا کرنے والے اور تیرے لئے اس کائنات کی ہر چیز جو تیری خدمت کے لئے اس نے پہلے سے مہیا کر رکھی ہے اس سے اور اسی کی ہستی کے وجود تک کا منکر ہو گیا ہے۔ تو یہ بھی بھول گیا کہ یہ انکار کرنے کی صلاحیت بھی تجھے اسی کی عطاء ہے۔ تیرے وجود کا ایک ایک ذرہ تیرے خالق کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور نہ صرف اشارہ بلکہ تو خواہ چاہے یا نہ چاہے اس کی حمد میں مصروف ہے۔ اس قانون سے آگے ایک اور منزل بھی اس نے تیرے لئے تیار کر رکھی ہے جو شریعت کی منزل ہے۔ تجھے کیونکہ بااختیار بنایا گیا ہے تو اسے اختیار کر یا نہ کر یہ تیری مرضی ہے۔ اگر کرے گا تو فرشتوں اور تمام مخلوق سے آگے نکل جائے گا کیونکہ وہ پابند تھے اور تو آزاد۔ یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تیری منزل ٹھہر سکتی ہے اور اگر تو شریعت کا یہ بوجھ اٹھانے پر رضامند نہ ہوا تو پھر درماندگی کی گہرائیوں میں اتر جائے گا۔ اب فیصلہ تجھ پر ہے۔

زمین کی چیزوں میں سے ہر چیز قضا و قدر کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی تسبیح و تحمید میں مصروف ہے۔ اور کچھ ایسی بھی ہیں جو دونوں یعنی قانون قدرت اور قانون شریعت پر کمربستہ ہیں۔ کیا بادل کیا ہوا سب خدا کی اطاعت اور اس کی تقدیس میں محو ہیں۔ اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضا و قدر کے حکم کے تابع تو بہرحال ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے کوئی باہر نہیں۔ کسی نہ کسی آسمانی حکومت کا جوا ہر ایک کی گردن پر ہے۔

دراصل اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کا مطلب ہے ہی یہی کہ اللہ تعالیٰ نے جس جس مخلوق کے ذمہ جو جو کام لگایا ہے وہ اس کام میں ایک ذرہ بھر سستی اور کوتاہی نہ کرے۔ نباتات کی جو مختلف انواع ہیں ان کے ذمہ جو جو کام سپرد کیا گیا ہے وہ پوری ذمہ داری سے ادا کریں۔ جو جمادات' حیوانات کے ذمہ ہے وہ اپنی ذمہ داری ادا کرے۔ ان چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود کے اندر ہی کوئی ایسا Inbuilt نظام رکھ دیا ہے جس پر وہ ہر لحظہ ہر گھڑی عمل پیرا رہتے ہیں اور بالکل ادھر ادھر نہیں ہوتے۔ یہ ہی ان کی تسبیح و تحمید ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اسے شعور اور ادراک کی توفیق عطا فرمائی ہیں۔ پھر کھلی چھٹی دیدی ہے کہ دیکھو ہم نے تمہیں اپنی عبودیت کے لئے پیدا کیا ہے۔ تجھ پر دوسری مخلوق سے زائد بوجھ رکھا گیا ہے اسی لئے تو لامتناہی انعامات کا بھی حقدار ہے۔ تجھ پر دیگر مخلوق سے تسبیح و تحمید کے لئے زائد ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ تو اگر ان ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کرے گا تو فرشتوں سے بھی آگے نکل جائے گا۔ یہ ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا مظہر بننے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنہ کا تجھے نمونہ بننے کا مطالبہ ہے۔ تجھ سے کہا جاتا ہے کہ تو قیام کی حالت میں قعود کی حالت میں اور لیٹے ہوئے اس کی تخلیق پر غور کر اور دیکھ کہ کس طرح انہیں میں سے اپنے بندوں کے لئے خواہ میرا اقرار کرتے ہوں یا انکار تیری خدمت کے لئے لگا رکھا ہے۔ جو تجھے ظاہری آنکھ سے نظر آتی ہیں وہ تو ہیں ہی لیکن ان کے پیچھے اور پوشیدہ امور پر بھی غور کر تو تجھ پر ایک اور دنیا عیاں ہوگی۔ یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ تو جتنا ان میں ڈوبتا چلا جائے گا تجھے اتنی ہی گہرائی اور دکھائی دے گی اور میں تجھے ہر جگہ دکھائی دوں گا۔ پس میری مخلوق پر میری طرح جھک یہ ہی تیری حقیقی تسبیح و تحمید ہے۔

حضرت مولانا نور الدین فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ایک فقیر سے پوچھا کہ کبھی آپ عبادت کرتے کرتے تھک نہیں جاتے تو اس نے کیا عمدہ جواب دیا کہ کیا تم سانس لیتے یا آنکھ جھپکتے ہوئے تھک جاتے ہو۔ دراصل انسان کی یہ ہی حقیقی تسبیح و تحمید ہے کہ سانس کے ساتھ ساتھ تسبیح اور ذکر کا سلسلہ چلتا رہے جیسے وہ اس کی غذا ہو۔ جونہی تسبیح بند ہوئی تو جانا کہ اب سانس بند ہو چکا ہے۔

ایک اچھی بات

ظالم کی مدد کرنا بھی اس طرح ضروری ہے جس طرح مظلوم کی مدد کرنا۔ لیکن ظالم کی مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے ظلم سے روکا جائے اور اس کے دل میں مظلوم کے لئے ہمدردی پیدا کی جائے۔

انسان کی پیدائش کی غرض ہی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے اور دوسروں کو تعلق پیدا کروائے۔ اسی کا نام دین ہے۔ یہی (دین حق) ہے اس کو مذہب کہا جاتا ہے۔ اس سے باہر نہ کوئی مذہب ہے نہ سلسلہ۔ نہ دین ہے پس ہماری اور نہ صرف ہماری بلکہ ہمارے باپ دادوں کی پیدائش سے پہلے یہ کام ہمارے ذمہ رکھا گیا ہے اور یہ ایسا کام ہے کہ اس کو بدلنے کے ہم مجاز نہیں ہیں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا عبدالباسط شاہد

"عرصہ سعیٔ محبّاں تاابد ممدود ہے"

اردو زبان کے تمام مشہور شعراء کے دیوانوں میں عشق و محبت کے موضوع پر بے شمار اشعار ملتے ہیں۔ اسی طرح نثر نگار ادیبوں نے بھی ضرور ہی اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے۔ ان تمام "شہ پاروں" میں عشق و محبت کو بے کاری ' سستی' کاہلی' بے عملی پیدا کرنے کا ایک سبب اور ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا

جب عشق خلل دماغ ٹھہرا تو عاشق سے کسی اچھے تعمیری اور مثبت کام کی تعمیر کے لئے منصوبہ بندی اور اس کے مطابق کام کرنے کی توقع اور امید ہی عبث ہو جاتی ہے۔ ایک کامیاب عاشق کا تو طریق عمل یہی ہو گا کہ

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کئے ہوئے

اس طرح 'ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھے رہنے اور بے عملی کے لئے اس کے پاس یہ وجہ جواز بھی موجود ہے کہ

بجا کہ ترکِ محبت میں ہے سکوں لیکن
یہ دل کی بات ہے دل کس کے اختیار میں ہے

عشق و محبت کے باب میں سب سے زیادہ شہرت پانے والا قیس عامری اپنے اصل نام سے زیادہ مجنوں کے نام سے مشہور ہوا تو اس کی وجہ بھی وہی ہو سکتی ہے جو غالب کے الفاظ میں اوپر بیان ہو چکی ہے۔ تصور جاناں کئے ہوئے بیٹھے رہنے' کے مضمون کو ایک اور مشہور شاعر نے اس طرح بھی باندھا ہے۔

میں چلا شراب خانے جہاں کوئی غم نہیں ہے
جسے دیکھنی ہو جنت مرے ساتھ ساتھ آئے

غرضیکہ عشق یا خلل دماغ اور عشق یا بے کاری و بے عملی مترادف ہی قرار دیئے جاتے ہیں اور یہ بات اردو شاعری یا اردو ادب تک ہی محدود نہیں۔ فارسی عربی بلکہ تمام مشرقی زبانوں کی شاعری میں جذبات کی تیزی و تندی کی وجہ سے یہی صورت حال نظر آتی ہے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت الثانی اردو کے ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ کلام محمود کے نام سے آپ کے کلام کا مجموعہ اپنی افادیت و تاثیر کی وجہ سے بڑی کثرت سے برابر اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔ آپ کی شاعری کا موضوع دین ہے اس وجہ سے معروف شاعرانہ مبالغہ یا لفاظی اور فرسودہ مضامین کا اس میں کوئی شائبہ تک نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا کلام اپنے اندر تاثر و تغیر کی ایسی طاقت رکھتا ہے جس سے عام شاعری بالکل تہی دامن ہوتی ہے۔

عشق کو بے کاری کی وجہ قرار دینے کی بجائے آپ نے کلام الٰہی کی روشنی میں حقیقی عشق و محبت کو بے کاری اور سستی کو دور کرنے اور اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنے کا جذبہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:۔

عشق و بیکاری اکٹھے ہو نہیں سکتے کبھی
عرصہ سعیٔ محبّاں تا ابد ممدود ہے

اسی مضمون کو آپ نے ایک اور طرح باندھتے ہوئے فرمایا۔

عاقل کا یہاں پر کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

اس شعر میں عقل و دیوانگی کو ایک دوسرے کے مقابل باندھتے ہوئے دیوانگی کو ہمہ تن وقف اور لگن و دھن کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ Commitment اور Devotion کا بھی وہی مفہوم ہے جو اس جگہ حضرت صاحب نے دیوانگی کو عقل کے مقابل پر رکھ کر پیش فرمایا ہے۔ عقل کا لفظ یہاں عام معنوں یا عوام کے استعمال کے مطابق باندھا گیا ہے کیونکہ لغوی یا حقیقی طور پر تو عقل سلیم بھی انسان کو منزل مقصود کے حصول کے لئے پوری توجہ اور کوشش صرف کرنے پر آمادہ کرتی ہے "عرصہ سعیٔ محبّاں تا ابد ممدود ہے" وقف کی حقیقی روح ان چند الفاظ میں بیان کر دی گئی ہے کہ ایک بلند مقصد کے حصول کی خاطر انسان اس بات کا خیال نہیں کر سکتا کہ میری ڈیوٹی یا فرض کی ادائیگی کے اوقات مقرر ہیں اور ان مقررہ اوقات سے پہلے یا بعد کام کرنا میری ذمہ داری نہیں ہے۔ حضرت صاحب نے اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے ایک خطاب میں فرمایا ہے کہ گھر والے یعنی گھر کا مالک اور اس کے عزیز اپنے گھر کا ہر ضروری کام بر وقت از خود کرتے چلے جائیں گے اور انہیں اس مقصد کے لئے کبھی کسی تلقین اور یاددہانی وغیرہ کی ضرورت پیش نہیں آئے گی البتہ ملازم یہ سوال کر سکتا ہے یا یہ بات سوچ سکتا ہے کہ یہ کام میرے فرائض میں شامل نہیں ہے یا میرے کام کے اوقات ختم ہو چکے ہیں۔ اس چھوٹے سے مصرع میں زندگی بھر بغیر کسی تکان یا اکتاہٹ کے مسلسل جذبہ کے ساتھ کام کرنے کی نہایت موثر تلقین پائی جاتی ہے جس میں یہ قید بھی نہیں ہے کہ میں زندگی بھر کام کروں گا بلکہ یہی عزم و جذبہ نظر آتا ہے کہ محب صادق بغیر کسی رکاوٹ کے برابر تندہی سے مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد کرتا چلا جاتا ہے۔ آپ سنئے ایک اور شعر۔

فرزانوں نے دنیا کے شہروں کو اجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے

میں بھی فرزانگی اور دیوانگی کا ایسا ہی تقابل موجود ہے۔ فرزانہ یا عاقل تو کسی دلیل وجہ یا فائدہ کی غرض سے کام کرے گا اور اس وجہ سے اس کے کام یا جدوجہد میں وہ والہانہ جذبہ نہیں ہو سکتا جو اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو دیوانہ

باقی صفحہ 6 پر

مرسلہ فیض بخش جلبانی (حیدر آباد)

ہفت روزہ لاہور ۲۸ جون ۱۹۹۷ء

شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد

ٹھٹھہ (سندھ) میں مسلمانوں کی آمد کے آغاز اور اسلامی حکومت کے قیام کے وقت ہی سے علوم و فنون کا مرکز رہا ہے اس کی خاک سے بڑے بڑے محدث مفسر' فقیہ' مفتی' مصلح' شیخ طریقت اور اصحاب درس و تدریس گزرے جنہوں نے اپنی خدمات سے علوم دینی کے فروغ و اشاعت کی تاریخ بنائی۔ جن کی عطر بیزیٔ افکار نے ایک عالم کی مشام روح کو معطر کیا اور جن کی سیرت کی تابانیوں نے لوگوں کے اخلاق اور ان کی سیرتوں کو مجلّٰی و مصفٰی کیا۔ ایک زمانہ تھا کہ ٹھٹھہ کے مساجد و مدارس میں اصحاب علم پر غرناطہ' قرطبہ اور کوفہ و بغداد کے اصحاب فضل و کمال اور تشنگان علوم و فنون کا دھوکہ ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ ٹھٹھہ کا فیضانِ علم و فکر نہ صرف سندھ میں بلکہ ہندوستان اور اسلامی ممالک اور بغداد و حجاز تک پھیل گیا۔ ٹھٹھہ کی آبادی جنت نگاہ اور رشک کوفہ و بغداد بن گئی۔ اور اگرچہ اسلامی ہند کے زوال کے ساتھ ٹھٹھہ کی علمی رونق بھی ماند پڑ گئی اور بہار علم و دانش کو مسلمانوں کے افلاس و نکبت کے موسم خزاں نے گھیر لیا۔

لیکن گزشتہ دور علم و تہذیب تک اس کی خاک میں فکر و سیرت کی ایسی چنگاریاں چھپی رہیں جن کی چمک دمک نے ایک عالم کی نگاہوں کو خیرہ کر دیا۔

ایک عظیم خاتون میں جہاں سندھ کے ان اعاظم کا رجال کا تذکرہ نہیں کروں گا۔ جن کا تعلق سرزمین ٹھٹھہ سے تھا اور جنہوں نے دو صدیوں میں سندھ کی علمی تہذیبی اور سیاسی تاریخ بنائی ہے۔ میں یہاں بیسویں صدی کی صرف ایک خاتون کی نگہ و فکر کی بلندی اور کمال ایثار کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں جس نے 1135 ایکڑ زمین کو وقف کر کے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی حکمت اور افکار و تعلیمات کی اشاعت کا انتظام کر دیا یہ ٹھٹھہ کے قصبہ سجاول کی ایک خاتون زیب النساء تھیں ان کے شوہر سید عبدالرحیم شاہ (ف 1937ء) ٹمیاری سادات کے خاندان کے ایک فرد تھے۔ یہ خاندان شروع ہی سے دینی تعلیمات اور اسلامی علوم و فنون کی ترویج و اشاعت میں نامور تھا۔ چنانچہ 1920ء میں سید عبدالرحیم شاہ نے اپنی زمین کا ایک حصہ اور ایک بنگلہ وقف کر کے ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا جو آج بھی سجاول اور اس کے قرب و جوار کی آبادیوں میں اپنی ایک درجن شاخوں کے ساتھ قائم ہے اور علوم دینی کی خدمات میں مصروف ہے۔ یہ مدرسہ ضلع ٹھٹھہ کا سب سے بڑا مدرسہ اور سندھ کے چند بڑے اور قدیم مدارس میں شمار کیا جاتا ہے۔ بی بی زیب النساء کی سیرت کا ایک پہلو یہ ہے کہ انہوں نے زمین تو اپنے حصے کی وقف کی لیکن یہ وقف اپنے خسر سید محمد رحیم شاہ کے نام پر قائم کیا جس گھر کی ایک خاتون کی سیرت اور فکر کی بلندی کا یہ عالم ہو سوچنا چاہئے کہ اس خاندان میں اور اس معاشرے کے علمی و فکری اور اخلاقی و دینی ماحول کی پاکیزگی کا کیا عالم ہو گا۔

اغراض و مقاصد 1963ء کے شروع میں محکمہ اوقاف مغربی پاکستان نے یہ وقف اپنی تحویل میں لے لیا اور واقفہ بی بی زیب النساء کی بابرکت خواہش کے مطابق شاہ ولی اللہ اکیڈمی قائم کر دی جس کے مندرجہ اغراض و مقاصد قرار پائے۔

○ شاہ ولی اللہ کی تصنیفات ان کی اصلی زبانوں میں اور ان کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کرنا۔

○ شاہ ولی اللہ کی تعلیمات اور ان کے فلسفہ و حکمت کے مختلف پہلوؤں پر عام فہم کتابیں لکھوانا اور ان کی طباعت و اشاعت کا انتظام کرنا۔

○ اسلامی علوم اور بالخصوص وہ اسلامی علوم جن کا شاہ ولی اللہ اور ان کے مکتب فکر سے تعلق ہے۔ ان پر جو کتابیں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ انہیں جمع کرنا۔ تاکہ شاہ صاحب اور ان کی فکری و اجتماعی تحریک پر کام کرنے کے لئے اکیڈیمی ایک علمی مرکز بن سکے۔

○ تحریک ولی اللّٰہی سے منسلک مشہور اصحاب علم کی تصنیفات شائع کرنا اور ان پر دوسرے اہل قلم سے کتابیں لکھوانا اور ان کی اشاعت کا انتظام کرنا۔

○ شاہ ولی اللہ اور ان کے مکتب فکر کی تصنیفات پر تحقیقی کام کرنے کے لئے علمی مرکز قائم کرنا۔

○ حکمت ولی اللّٰہی اور اس کے اصول و مقاصد کی نشر و اشاعت کے لئے مختلف زبانوں میں رسائل کا اجراء۔

○ شاہ ولی اللہ کے فلسفہ و حکمت کی نشر و اشاعت اور ان کے سامنے جو مقاصد تھے انہیں فروغ دینے کی غرض سے ایسے موضوعات پر (جن سے شاہ ولی اللہ کا خصوصی تعلق ہے) دوسرے مصنفوں کی کتابیں شائع کرنا۔

مطبوعات شاہ ولی اللہ اکیڈیمی نے اپنے قیام کے مقاصد کے مطابق متعدد بلند پایہ تصانیف شائع کی ہیں ان میں شاہ صاحب کی مشہور عربی و فارسی تصانیف بھی ہیں اور ان کے افکار و تعلیمات پر تحقیقی کتب بھی۔ "ہمعات" کے نام سے فارسی میں شاہ صاحب کی ایک مشہور تصنیف تصوف کی حقیقت اور اس کے فلسفے میں ہے اس کا اصل متن صحت کے کافی اہتمام کے بعد شائع کیا گیا ہے۔

○ "لمحات" کے نام سے ان کی ایک کتاب عربی میں تھی۔ یہ کتاب بھی فلسفہ تصوف کی اہم ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی نے اس کے متن کی صحت کر کے اور حواشی و مقدمہ سے مزین کر کے شائع کیا۔

○ شاہ صاحب کی "سطعات" بھی شائع ہو چکی

باقی صفحہ 6 پر

تحریر میخائل گورباچوف- سابق صدر سوویت یونین   ترجمہ عاصم جمالی

نیٹو کی توسیع دنیا کو ایک اور سرد جنگ کی طرف لے جائے گی

ماسکو: نارتھ اٹلانٹک ٹریٹی آرگنائزیشن (نیٹو) کی بڑھتی ہوئی رکنیت جس میں مشرقی یورپ کے ممالک شامل ہو رہے ہیں تمام متعلقہ اقوام کے لئے ایک گھاٹے کا سودا ثابت ہو گا۔ واقعتاً یورپ کا استحکام امریکہ اور روس کے بغیر ناممکن ہے یا اب بھی بدتر ہے اگر یورپین تعلقات کی بنیاد امریکہ اور روس مخالف جذبات پر قائم ہو۔ نیٹو کی توسیع ایک ٹائم بم ہے جو یورپ اور عالمی تعلقات کی تباہی کا باعث ہے۔ روس اور نیٹو معاہدہ اس مسئلہ کا مکمل حل نہیں ہے۔

نیٹو کی توسیع کو یورپی ریاستوں کے تحفظ کی تشویش سے حق بجانب ثابت کیا گیا ہے۔ لیکن کیا یورپ معرض خطرہ میں ہے؟ اس کا جواب "اثبات" میں ہے۔ لیکن موسمیاتی' آبادیاتی' توانائی' خوراک اور معیشت تک خطرات سے باقی دنیا کو سامنا ہو گا۔ کوئی فوجی دھڑے بندی خواہ وہ کتنی بڑی کیوں نہ ہو ان مسائل کا حل نہیں کر سکتی۔ روس کو بتا دیا گیا ہے کہ نیٹو کی توسیع کسی قوم یا اقوام کے خلاف عزم لئے ہوئے نہیں ہے لیکن اس کے برعکس یہ ہر ایک کے لئے فائدہ مند ہو گی بشمول روس کے جو یورپیوں کی سلامتی کو تقویت دے گی۔ نیٹو کے دستوں کی فوجی تربیت سرد جنگ کے اختتام سے نہیں بدلی۔ نیٹو کی حکمت عملی اب "ممکنہ مخالف" کے برخلاف ہے جو اب بھی ایک بڑی تعداد بکتر بند گاڑیوں اور ہوائی جہازوں سے لیس ہے۔ اس ممکنہ دشمن کی نشان دہی ہر ایک پر واضح ہے۔ آخر روس کے گرداگرد تحفظ کے رابطوں کی کیا وجہ ہے جو بالٹک ممالک سے مالدیپ یا یوکرائن اور کاکیشیا سے مرکزی ایشیا تک ہے۔ لیکن روس کے بغیر کیونکہ نیٹو کے سیکرٹری جنرل نے بہت سی کامن ویلتھ کی آزاد اقوام کے دورے پر کیا تھا۔ ایسا کیوں ہے جب روس معمولی سی بھی کوشش تعلقات کی سابق سوویٹ یونین سے کرتا ہے تو روسی' شہنشاہیت کی بھوک سامنے آتی ہے۔

ہنری کیسنجر اور زبیو برازنسکی جنہوں نے بطور وزیر خارجہ امریکہ اور نیشنل سیکورٹی ایڈائزر کے صدر نکسن اور کارٹر کے زیر قیادت خدمات سرانجام دیں ہیں ان کے خیالات دوبارہ مقبول ہو رہے ہیں۔ وہ بہت اعتماد کے ساتھ اس کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ روس ناقابل اصلاح ہے اور اسے صرف طاقت کی بل بوتے پر ہی ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ یورپی لیڈر روس کو تسلیم کرنے میں کیوں ناکام رہے ہیں۔ کہ روس کسی کے لئے فوجی خطرہ کا باعث نہیں ہے نہ صرف توجہ بلکہ صلاحیت کے لحاظ سے بھی۔ اگرچہ یہ اتنا ناقابل فہم ہے کہ اسے شمالی اٹلانٹک معاہدے کے پھیلانے میں آرزومند ہونا چاہئے۔ نیٹو کی توسیع مستقبل میں فوری خطرہ کا باعث ہے جو روسی معاشرے کو مخالفت پر اکسا رہا ہے۔ اور اسے مغرب کے خلاف برسرپیکار کر رہا ہے۔ یہ سلامتی کے فروغ سے بہت دور ہے۔ لیکن یہ سلامتی ایک یقینی خطرہ ہے جو صرف یورپ میں نہیں ہے۔

یہ باخبر حلقوں کو واضح ہونا چاہئے جو بظاہر اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ کہ نیٹو کی توسیع کا سوال یونائیٹڈ نیشن کی سیکورٹی کونسل میں کیوں زیر بحث نہ آیا۔ آخر کار یہ ایک عالمی مسئلہ ہے جو کرہ ارض کے تمام ممالک کے لئے قابل تشویش ہے۔ اوائل 1990ء یورپ میں جرمنی کے دوبارہ اتحاد کی بحث کو اس عقیدے پر حل کیا گیا یہ یورپ اور چین کی تقسیم میں مدد دے گا اور یہ سرد جنگ کے دوران واقعہ ہوا۔ اس کی توقع کی جا رہی تھی کہ نیٹو وارسا معاہدہ کا سامنا ایک قصہ پارینہ بن جائے گا اور یہ دھڑے آہستہ آہستہ سیاسی اتحاد میں بدل جائیں گے۔ اس وقت نیٹو نے اس دلیل کو بھی زیر غور لایا۔

اس وقت ایک نیا اور بڑا یورپ پہلے نمبر پر مسئلہ تھا۔ اور یورپین چارٹر جسے یورپی ریاستوں نے دستخط کیا تھا نے یورپ کی سلامتی کو اجتماعی نظام سلامتی سے تعبیر کیا تھا۔ ہر ایک نے ایک مشترکہ یورپ کی ضرورت پر اتفاق کیا اور اس یورپی سلامتی کے سسٹم نے تمام ریاستوں کو حلقہ بگوش کر لیا تھا۔ پس اس وقت بنیادی رائے کی تبدیلی کا سوال کیوں تھا۔؟

روس نے مافوق البشر کوشش مشرق و مغرب کے اتحاد کی کوشش کی ہے جو سرد جنگ سے ورے تھی۔ تو اب سیاسی اور جغرافیائی کھیل کا آغاز کیوں کیا جائے! اس اپنی مدد کی پالیسی کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ جو اس مفروضے پر قائم ہے کہ روس کمزور ہے اور مغربی امداد کے مرہون منت ہے اس لئے اب صحیح وقت ہے کہ دنیا کو اب مضبوط ترین بنایا جائے۔ اس صدی میں یورپ نے اثر و رسوخ کی ایک نئی تقسیم کو اجازت دے کر بہت نقصان اٹھایا ہے۔ آج کی عالمی صورت حال دس سال پیشتر کی صورت حال سے بہت موافق ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ سرد جنگ کی زہر معیشت' عالمی اور اندرونی پالیسیوں' انسانی ذہنیت اور اخلاقی اور نفسیاتی صحت پر اثر انداز ہے۔ آج روس اور امریکہ کے درمیان ایک مسلح جنگ بعید از قیاس ہے جو کہ عالمی سیاست کا ایک ضروری حصہ ہے۔ لیکن یہ حقیقت ایک بہت ہی کمزور حقیقت ہے لیکن کمزور دلیل جسے دونوں نے سرد جنگ سے ورثے میں پایا ہے انہیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ اس جوہری جنگ کے امکان کو قبول کر لیں اگرچہ وہ اسے اپنے اعلامیوں میں انکار کرتے ہیں۔

اس برائی کی جڑیں یک رنگی سیاست کی پیدا کردہ ایک لمبے عرصے کے نزاع سے کمزور اور متروک ہو چکی ہیں اور یہ ہمیں اس بات سے روکتی ہیں کہ ہم نئی عالمی پالیسی اور اس کی عملی حالت کی تشریحات کریں۔ جس بات کی ضرورت ہے وہ مغرب کا ہوشمندانہ تجزیہ ہے جس سے نیٹو کی توسیع کے مخالف و موافق پر غور کیا جا سکے۔ اگرچہ ایسا کرنا مشکل ہے بہت سے بیانات کے بعد اور قریباً منظور شدہ فیصلوں کی موجودگی میں لیکن اب بھی وقت ہے کہ ان کا از سر نو غور کیا جائے۔

فرانس نے یورپ کی پانچ اقوام کے لیڈروں کے ایک اجلاس کی تجویز پیش کی ہے۔ ہمیں یورپی سلامتی کے لائحہ عمل پر ایمانداری سے غور شروع کرنا چاہئے۔ جسے کسی تعطل کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ جبکہ نیٹو کے آخری فیصلہ میں صرف چند ماہ باقی ہیں جو جولائی میں ہونا قرار پایا ہے۔ ہمیں وہ سب کچھ کرنا چاہئے جو انسانی بساط میں ممکن ہے۔ کہ تاہم اکیسویں صدی کے اس ہولناک ورثے سے پہلوتہی کر سکیں۔

(روزنامہ ڈان لاہور 16- مئی 1997ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری عدالتیں اور جج صاحبان

پاکستان کے چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا "میں یہ کہوں گا کہ جب ہم کورٹ میں بیٹھتے ہیں تو یہ اوپن کورٹ پروسیڈنگ ہوتی ہے۔ یہاں سارے وکلاء متعلقہ پارٹیاں اخبار نویس اور عوام بھی ہوتے ہیں۔ جج وکلاء کے دلائل پر بحث کرتے ہیں۔ سوالات کرتے ہیں۔ وہ دونوں پارٹیوں کا موقف سنتے ہیں تاکہ تمام حقائق اور تمام باتیں سامنے آ جائیں۔ اور انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔ ججوں کے سوالات سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کرنا چاہئے کہ کس جج کا دماغ کس طرف جا رہا ہے۔ جب جج سوال کرتے تھے (ایک خاص کیس کے سلسلے میں) تو اگلے دن اخبارات میں رائے زنی ہوتی تھی کہ اس جج کا جھکاؤ اس طرف جا رہا ہے۔ اس جج کا مائنڈ یہ ظاہر کر رہا ہے۔ لیکن اس قسم کی قیاس آرائیاں بالکل درست نہیں۔ اور کسی خاص سوال سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہئے کہ ہم نے اپنی رائے ظاہر کر دی ہے۔ مقدمات کا فیصلہ سارے جج مل کر دیتے ہیں۔ جس کیس کے بارے میں آپ پوچھ رہے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ عدالتوں کے کسی سوال یا کسی رویے سے اخبار والے یہ سمجھتے ہوں کہ حکومت اور اسمبلی بحال ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم احتیاط سے بات کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے میں نے آپ کے کئی سوالوں کا جواب دینے سے معذرت کر لی ہے۔..... کوئی ایک جج تو نہیں تھا۔ سب جج بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ ایک ایک سے رائے لی جاتی ہے۔ اگر کوئی اختلاف کرتا ہے تو اس کو اس کا حق ہوتا ہے۔ میں نے خود کئی بنچوں میں اپنا الگ فیصلہ دیا ہے اور اس کا مجھے حق تھا۔ تاہم اخباری قیاس آرائیوں اور تبصروں کا عدالتی فیصلوں پر اثر نہیں پڑتا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ لوگ شکایات بھی تو نہیں کرتے۔ کرپشن کی نشان دہی کا کام تو عوام کا ہے۔ وہ بتائیں کہ فلاں جج نے پیسے لئے ہیں۔ اور اس کے خلاف ثبوت بھی پیش کریں۔ کرپٹ ججوں کے خلاف کارروائیاں ہوئی ہیں۔ ایک جج کو حال ہی میں معطل کیا گیا ہے۔ سندھ ہائی کورٹ میں ماتحت عدالتوں کے انیس ججوں کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے پنجاب ہائی کورٹ بھی بعض ایسے ہی ججوں کے خلاف تفتیش کر رہی ہے۔ وکلاء کو بھی چاہئے کہ وہ کرپٹ ججوں کی نشان دہی کریں۔ ہم عدلیہ کو کرپٹ ججوں سے پاک کر دیں گے۔

پھر آپ نے کہا عدالتوں کے خلاف شکایتوں کا ازالہ اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ رشوت لینے والے اور کرپٹ عناصر کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ اس کے ساتھ ہی رشوت دینے والے کو بھی سزا ہونی چاہئے۔ اس طرح کی شکایات پر کارروائی ہوئی ہے۔ اور راشی جج پکڑے گئے ہیں۔ ایک ایسے ہی جج کے خلاف انکوائری ہوئی تو معلوم ہوا تھا کہ جس شخص نے رشوت دی تھی اس کے لئے اس نے اپنی بھینسیں بیچی تھیں۔ اس طرح رشوت کا لنک تو مل گیا تھا اس طرح کا لنک مل جائے تو رشوت کی کوئی بنیاد تو سامنے آتی ہے اور اس طرح کے ثبوت اور شواہد بھی کارروائی کی بنیاد بن سکتے ہیں لیکن کوئی سامنے ہی نہ آئے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ دباؤ کے سلسلے میں آپ نے کہا "میں یہ سمجھتا ہوں کہ دباؤ کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ جہاں تک تبادلے کا تعلق ہے تو متعلقہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کو بھی میرٹ کو دیکھنا چاہئے۔ اور ایسے معاملات میں جج کا تبادلہ نہیں کرنا چاہئے۔ ایسے افسران جو دباؤ قبول نہیں کرتے ان کو تحفظ ملنا چاہئے۔ اگر اس جج کا بلاوجہ تبادلہ کیا گیا تو چیف جسٹس پر لازم تھا کہ وہ اس کی حمایت کرتا۔ میں خود اپنا واقعہ بتاتا ہوں میں 1969ء میں بہاول نگر میں ایڈیشنل سیشن جج تھا۔ وہ بھی پروبیشن پر۔ یحییٰ خان کے مارشل لاء کا دور تھا اس نے ہم سے کہا کہ روزانہ جتنے کیسز کا فیصلہ ہوتا ہے ان کے اعداد و شمار دیئے جائیں۔ ہم نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اور ہائی کورٹ کے رجسٹرار کو لکھ دیا کہ اس قسم کے اعداد و شمار نچلی سطح پر نہیں لینے چاہئیں۔ انہیں کوئی انفریشن چاہئے تو ہائی کورٹ سے لیں۔ وہاں تمام کیسز کے اعداد و شمار بھیجے جاتے ہیں اس پر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جو کہ کرنل کے رینک کے تھے۔ ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کہ کسی جج نے انکار نہیں کیا۔ یہ کیوں منع کرتا ہے۔ لیکن وہی بات ہوئی پروٹیکشن کی۔ ہائی کورٹس نے میرا تحفظ کیا۔ اور زونل مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی سطح پر جو اس زمانے میں جنرل عتیق الرحمان تھے بات ہوئی اور بالآخر مارشل لاء ایڈمنسٹریشن کو اپنا فیصلہ واپس لینا پڑا اور میری بات کو مانا گیا۔ حالانکہ میرے اوپر بڑا دباؤ پڑا۔ میرے خلاف چھان بین بھی ہوئی۔ جیسا کہ ایسے معاملات میں ہوتا ہے۔ لیکن وہ کچھ بھی نہ نکال سکے۔

(ن-س)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات واقعات شخصیات

بھارتی وزیر اعظم کی لالو پرشاد کو بچانے کی کوشش

بھارت میں جمہوریت مضبوط ہے۔ عدلیہ طاقتور ہے۔ الیکشن کمیشن پاکستانی الیکشن کمیشن سے کہیں زیادہ خود مختار اور آزاد ہے۔ وفاقی تحقیقاتی ادارہ سی بی آر بڑے بڑوں پر ہاتھ ڈال دیتا ہے۔ ان سب کے باوجود بھارت کے سیاست دان آئے دن کرپشن کے سکینڈلوں کا نشانہ بنتے رہتے ہیں اور ان کو بچانے کی کوششیں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ اور کرپشن کے ان سکینڈلوں میں بھی چوٹی کے سیاستدان ملوث ہوتے ہیں جو اپنی اپنی پارٹیوں کے سربراہ ہیں۔ ماضی میں بی جے پی کے اہل ایڈوانی جو اپنی پارٹی کے سربراہ تھے کرپشن کے ہاتھوں اپنے کیریئر پر داغ لگوا بیٹھے۔ پھر کانگرس کے بڑے بڑے لیڈر لپیٹ میں آگئے اور اب حکمران جنتا پارٹی کے سربراہ بہار کے وزیر اعلیٰ اور بھارت کی طاقتور شخصیت لالو پرشاد یادیو چارہ سکینڈل کی زد میں آچکے ہیں۔ وفاقی تحقیقاتی ادارے سی بی آر نے بہار کے وزیر اعلیٰ پر فرد جرم عائد کردی ہے۔

سی بی آر کی کارکردگی گزشتہ چند سال سے اس لحاظ سے بہت نمایاں اور موثر رہی ہے کہ اس نے چوٹی کی شخصیات پر ہاتھ ڈالا اور بہت سے ملکوں کے لئے اپنی کارروائی کو مثال بنادیا۔

سابق بھارتی وزیر اعظم دیوی گاؤڑا پر ان کی حلیف کانگرس کی طرف سے یہی الزام بڑا الزام تھا کہ انہوں نے اپنی حلیف جماعت کانگرس کو سی بی آر سے بچانے کی کوشش نہیں۔ سابق وزیر اعظم کہتے تھے کہ میں نے کسی کے خلاف کوئی خاص تحقیقات تو نہیں کروائی ہاں یہ ضرور کیا ہے کہ سی بی آر کی کارروائی میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ درحقیقت کانگرس والے چاہتے تو یہی تھے کہ ان کی مدد کی جائے اور سی بی آر سے ان کو بچایا جائے مگر دیوی گوؤڑا اس راستے پر نہ چلے۔ آخر کار کانگرس نے دیوی گاؤڑا کو تبدیل کروا دیا۔

اب آئی کے گجرال وزیر اعظم بنے ہیں تو کانگرس تو ایک طرف رہی ان کی اپنی پارٹی کا اہم ترین شخص لالو پرشاد یادیو سکینڈل کی لپیٹ میں آ گیا ہے۔ 80ء کی دہائی میں ان کی طرف سے ہونے والے بعض اقدامات پر ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ اور چند ملین روپے کی خورد بورد ان کی طرف منسوب ہے۔ مبینہ طور پر رقم چارہ کے لئے دی گئی تھی جس کو لالو پرشاد نے اور طرف خرچ کروا دیا۔

اس کیس نے آج کل حکومت کو سخت پریشان کر رکھا ہے ایک طرف تو گجرال نے لالو پرشاد سے استعفیٰ طلب کیا ہے۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان کی پارٹی 'جنتا دل' کی طرف سے سخت دباؤ ہے۔ چنانچہ تازہ خبروں میں بتایا گیا ہے کہ بھارتی وزیر اعظم اندر کمار گجرال نے بھارت کے مرکزی تفتیشی ادارے سی بی آر یعنی سنٹرل بیورو آف انوسٹی گیشن' کے سربراہ جوگندر سنگھ کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جوگندر سنگھ' وزیر اعظم گجرال کی پارٹی سے تعلق رکھنے والی بھارتی صوبہ بہار کے وزیر اعلیٰ لالو پرشاد اور ایک وزیر کے خلاف کروڑوں ڈالر (چارہ سکینڈل) کے خورد بورد کے کیس کی تحقیقات کر رہے تھے۔ جوگندر سنگھ کی برطرفی سے بھارت کی سیاست میں ایک نیا طوفان برپا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ابھی تفتیش مکمل نہیں ہوئی۔ اور چارہ سکینڈل میں ملوث بھی وزیر اعظم گجرال کے ساتھ ان کی ہی پارٹی کے رہنما ہیں۔

اپوزیشن بی جے پی نے مطالبہ کیا ہے وزیر اعظم گجرال خود مستعفی ہو جائیں۔ انہوں نے جوگندر سنگھ کا وزارت خارجہ کے ایک غیر اہم عہدے پر تبادلہ کر کے بدعنوانی کے سکینڈل میں رکاوٹ ڈالی ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق بھارت کے وزیر اعظم اندر کمار گجرال نے کہا ہے کہ مرکزی تفتیشی ادارے کے سربراہ کی تبدیلی سے سیاسی کرپشن کے کیسوں کی تحقیقات کی رفتار ست نہیں ہوگی۔ جوگندر سنگھ کی جگہ آر سی شرما کو سی بی آئی کا نیا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔

وزیر اعظم اندر کمار گجرال نے کہا ہے کہ حکومت کرپشن کے کسی کیس میں نہ تو مداخلت کر رہی ہے اور نہ ہی آئندہ کرے گی۔ کرپشن کے معاملے پر کوئی سودے بازی نہیں ہوگی۔

بھارت میں بڑے پیمانے پر یہ قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں کہ جوگیندر سنگھ نے اس کرپشن سکینڈل کی تحقیقات کی رفتار ست کرنے کے لئے وزارت داخلہ میں اہم عہدہ حاصل کیا ہے۔

دوسری جانب سی بی آئی کے نئے سربراہ آر سی شرما نے سی بی آئی کی روایات کے مطابق اپنے فرائض ادا کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔

○○○

بقیہ صفحہ 4

وار اپنے نیک مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہوتا ہے۔ حضرت صاحب کا مندرجہ ذیل شعر بھی اس مضمون کو بڑی عمدگی سے ادا کرتا ہے۔

عشق کی راہ میں دیکھے گا وہی روئے فلاح
جو کہ دیوانہ بھی ہو عاقل و ہشیار بھی ہو

ہماری تاریخ ایسے خوش قسمت دیوانوں کے ذکر سے معمور ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے نہایت مشکل حالات میں کمال بہادری اور حوصلہ سے شاندار قربانیاں کیں اور اپنے انمٹ نشانات پیچھے چھوڑ گئے۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

بقیہ صفحہ4

ہے۔

○ پروفیسر محمد ایوب قادری نے "وصایا اربعہ" کے نام سے شاہ صاحب کی مشہور وصیت اور چند دیگر وصایا کو مرتب کر دیا۔

○ شاہ ولی اللہ کی تعلیم کے نام سے پروفیسر غلام حسین جلبانی کی ایک نہایت فکر انگیز کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس میں فاضل مصنف نے نہ صرف شاہ صاحب کے افکار و تعلیمات کا احاطہ کیا ہے بلکہ ان کے فکر و تعلیم کے پہلو پر مفید بحثیں کی ہیں۔ اردو میں شاہ صاحب کی تعلیم پر یہ نہایت جامع کتاب ہے۔

رسائل شاہ ولی اللہ اکیڈیمی کی جانب سے اردو۔ انگریزی اور سندھی میں متعدد علمی رسائل شائع ہوتے ہیں۔ ان میں "الرحیم" کے نام سے اردو میں ایک ماہنامہ جون 63ء سے نکلنا شروع ہوا تھا۔ جو اگست 1968ء میں بند ہو گیا۔ الرحیم نے شاہ ولی اللہ اور ان کے فکر کے تعارف اور حکمت و فلسفہ اور تعلیمات کی نشرو اشاعت میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔ اس میں اسلامی علوم پر بے شمار بلند پایہ علمی تحقیقی اور فکر انگیز مقامالات شائع ہوئے اس کی پانچ سالہ مجلات علم و فکر کا بیش قیمت سرمایہ اور افکار ولی للہی کا بیش نظر گنجینہ ہے۔ اب اس کی جگہ الولی کے نام سے ایک ماہنامہ 1971ء سے نکل رہا ہے۔ الولی بھی اپنے پیش رو کی علمی و فکری روایات کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے۔

نومبر 1964ء تک الرحیم کے ایڈیٹر پروفیسر محمد سرور جامعی تھے۔ ان کے بعد مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی نے زمام ادارت سنبھالی اور آخر تک اس کے ایڈیٹر رہے۔ الولی کے ایڈیٹر شروع سے اب تک مولانا قاسمی ہیں۔ ایک رسالہ سندھی میں بھی الرحیم کے نام سے نکلتا ہے یہ بھی الرحیم (اردو ہی) کی طرح شاہ ولی اللہ اور ان کے مکتب فکر کی اسلامی خدمات اور افکار و تعلیمات کی نشرو اشاعت میں سرگرم عمل ہے اس کے متعدد خصوصی شمارے اہل علم میں مقبول ہو چکے ہیں۔ خصوصاً "مشاہیر سندھ نمبر" اور "مولانا عبید اللہ سندھی نمبر" اس کے نہایت معلوماتی اور تحقیقاتی نمبر ہیں۔ مشاہیر سندھ میں تو تیرھویں صدی ہجری میں سندھ کی علمی شخصیات اور علوم اسلامی کے فروغ و اشاعت کی پوری تاریخ مرتب ہو گئی ہے۔

اکیڈیمی کی جانب سے "الحکمہ" کے نام سے انگریزی میں ایک سالنامہ شائع ہوتا ہے۔ الحکمہ نے انگریزی ادب کا ذوق رکھنے والوں میں شاہ ولی اللہ اور ان کے خانوادہ علمی کے افکار و تعلیمات کی اشاعت میں قابل قدر خدمت انجام دی ہے۔

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل نمبر 31213 میں ملک کریم الدین ولد ملک جلال الدین قوم گگے زئی پیشہ ملازمت عمر 49 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نارتھ کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 97-2-1 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ مکان نمبر R-674 سیکٹر نمبر 8 کراچی رقبہ 120 مربع گز مالیتی۔/500000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/7000 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ملک کریم الدین R-674 سیکٹر نمبر 8 نارتھ کراچی گواہ شد نمبر1 عبد المنان محمود سیکرٹری وصایا حلقہ نارتھ کراچی گواہ شد نمبر 2 محمد محمود مودی قائد مجلس خدام الاحمدیہ نارتھ کراچی۔

مسل نمبر 31214 میں تسنیم کوثر زوجہ ملک کریم الدین قوم گگے زئی پیشہ ملازمت عمر 42 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 97-1-22 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔1۔ حق مہر بذمہ خاوند۔/15000 روپے۔ اور زیورات طلائی یک صد بائیس گرام مالیتی۔/47600 روپے۔ کل جائیداد مالیتی۔/62600 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔/3000 روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ تسنیم کوثر R-674 سیکٹر نمبر 8 کراچی گواہ شد نمبر1

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالمنان محمود سیکرٹری وصایا حلقہ نارتھ کراچی گواہ شد نمبر2 ملک کریم الدین مسل نمبر 31213 خاوند موصیہ۔

بقیہ صفحہ 1

میں ان کے گھر کے قریب واقع اتفاق ہسپتال میں لیجایا گیا جہاں ڈاکٹرز رات بھر ان کی جان بچانے کی کوشش کرتے رہے لیکن خدا کی تقدیر غالب آئی اور آج صبح محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب انتقال فرماگئے۔

محترم صاحبزادہ نسیم احمد صاحب حضرت مرزا رشید احمد صاحب کے صاحبزادے اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب ابن حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پوتے تھے۔ نیز آپ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ابن حضرت بانی سلسلہ کے نواسے اور صاحبزادی امتہ السلام بیگم صاحبہ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت صاحبزادی امتہ السلام صاحبہ حضرت بانی سلسلہ کی وہ واحد پوتی تھیں جو حضرت بانی سلسلہ کی زندگی میں حیات تھیں۔ اور جن کا ذکر حضرت بانی سلسلہ نے اپنے منظوم کلام میں بھی کیا ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب کے صاحبزادے مکرم صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی شادی اسی سال مارچ میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی صاحبزادی طوبیٰ صاحبہ سے انجام پائی تھی۔ محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب C-108 ماڈل ٹاؤن لاہور ہی میں مستقل رہائش رکھتے تھے۔ آپ کی شادی حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صاحبزادی شاہدہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ آپ کی ایک ہمشیرہ محترمہ صاحبزادی صبیحہ بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب کی بیگم صاحبہ ہیں۔ جبکہ دوسری ہمشیرہ محترمہ صاحبزادی فوزیہ بیگم صاحبہ مکرم میجر ملک شیر احمد صاحب کی بیگم صاحبہ ہیں۔ اور بھائی مکرم مرزا سلیم احمد صاحب پی آئی اے میں ہیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب ذیابیطس اور دل کے عارضے میں مبتلا تھے ان کا دل کا بائی پاس اپریشن ہو چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے خاص فضل و کرم سے محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آپ کے درجات کو بڑھاتا رہے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

ضروری اعلان

○ قواعد وصیت کا قاعدہ نمبر ۵۲ تبدیل ہو گیا ہے۔ تبدیل شدہ قاعدہ کے مطابق ایسے موصی صاحبان/موصیات جو اپنی جائیداد کا حصہ جائیداد ادا کر کے سرٹیفکیٹ لے چکے ہیں، ان کو بھی اپنی جائیداد کی آمد سے حصہ آمد بشرح ۱/۱۶ ادا کرنا لازمی ہوگا۔ (آمد از کرایہ مکان، دوکان، زرعی زمین وغیرہ) ترمیم شدہ قاعدہ نمبر ۵۲ یہ ہے۔

"جس جائیداد کا حصہ جائیداد سو فیصدی ادا کر دیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی رہے گی"۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم مظفر احمد ڈوگر صاحب مربی سلسلہ کے چھوٹے بھائی مسرور احمد ڈوگر رضا کار کارکن شعبہ سمعی بصری بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں ان کی کامل صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

نکاح و رخصتی

○ عزیزہ نورین وحید صاحبہ بنت مکرم مرزا وحید احمد صاحب کارکن دفتر امانت تحریک جدید ربوہ کا نکاح ہمراہ عزیز مرزا جاوید احمد صاحب ابن مکرم مرزا منظور احمد صاحب ٹھیکے دار آف لدھڑ کرم سنگھ تحصیل نارووال بعوض پچیس ہزار روپے حق مہر دارالعلوم جنوبی ربوہ میں مورخہ 5 اپریل 1997ء کو مکرم منور احمد صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ لدھڑ کرم سنگھ نے پڑھا۔ رخصتی کی دعا دو بجے مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر مال خرچ نے کروائی۔ احباب سے اس رشتہ کے ہر طرح کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مورخہ 97-4-13 کو طارق قمر صاحب ولد محمد دین بستان تحصیل شکر گڑھ کا نکاح محترمہ پروین اختر صاحبہ دختر خوشی محمد صاحب کریم دین پارک حلقہ سبزہ زار ملتان روڈ لاہور بعوض پچیس ہزار حق مہر مکرم ڈاکٹر نصیر احمد صاحب نے پڑھا۔ تقریب رخصتانہ اسی روز منعقد ہوئی۔ احباب سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

○ مکرم منصور احمد کوکب حال جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضرت صاحب نے غزالہ عطا فرمایا ہے۔ جو مکرم مسعود احمد سوہاوی صاحب پنشنر صدر انجمن احمدیہ کی پوتی اور مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب کاہلوں دارالرحمت غربی (غلہ منڈی) کی نواسی ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر سے نوازے اور خادمہ دین بنائے۔

نمایاں کامیابی

○ عزیز اورنگ زیب علوی ابن مکرم انور ندیم علوی صاحب ایڈووکیٹ سابق امیر ضلع نواب شاہ سندھ نے میٹرک کے امتحان میں فیصل آباد بورڈ سے 728/850 نمبر لے کر اپنے سکول نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں دوم پوزیشن حاصل کی ہے۔ نیز عزیزہ ربقہ علوی نے نصرت جہاں اکیڈمی سے کلاس ہفتم میں مجموعی طور پر 96 فی صد سے زائد نمبر لے کر اول پوزیشن اور عزیزہ قانتہ علوی نے 95 فی صد سے زائد نمبر لے کر کلاس سوم میں دوم پوزیشن حاصل کی ہے۔ دعا ہے مولا کریم انہیں مزید نمایاں کامیابیاں عطا فرمائے۔

ضروری اعلان

○ خاکسار حضرت قاضی محمد یوسف صاحب سابق صوبائی امیر صوبہ سرحد و رفیق حضرت بانی سلسلہ کی سیرت و سوانح پر ایک کتاب تیار کر رہا ہے۔ حضرت قاضی صاحب کے جاننے والے بزرگوں سے درخواست ہے کہ اپنے تاثرات حضرت قاضی صاحب کی سیرت و سوانح کے سلسلہ میں برادرم حبیب الرحمان صاحب زیروی نائب لائبریرین خلافت لائبریری کو ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

بشیر احمد رفیق لندن

اعلان سکالرشپ

○ وزارت تعلیم حکومت جاپان نے مندرجہ ذیل دو سکالرشپ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔

ریسرچ سکالرشپ۔

درخواست دہندہ کی عمر یکم اپریل 98ء تک 35 سال تک ہونی چاہئے۔ تعلیمی قابلیت میں M.Phil/M.Sc./M.A کم از کم 70 فی صد نمبروں کے ساتھ پاس کرنے والے طلبہ درخواست دے سکتے ہیں۔ ڈاکٹرز اور انجینئرز کے لئے بھی پوسٹ گریجویٹ کوالیفیکیشن ہونا لازمی ہے۔ یہ سکالرشپ سوشل سائنسز، نیچرل سائنسز اور Humanitites کے مضامین میں دیا جائے گا۔ سکالرشپ کی مدت دو سال ہوگی۔

پروفیشنل ٹریننگ سکول سکالرشپ

درخواست دہندہ کا کسی پولی ٹیکنیک ادارہ سے اعلیٰ تعلیمی ریکارڈ کے ساتھ گریجویٹ ہونا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ کی پیدائش 2- اپریل 1976ء سے یکم اپریل 1980ء کے درمیان ہونا ضروری ہے۔ یہ سکالرشپ سول، الیکٹریکل، الیکٹرانکس اور ٹیلی کمیونیکیشن انجینئرنگ میں تعلیم کے لئے دیا جائے گا۔ سکالرشپ کی مدت 3 سال ہوگی۔ (اپریل 1998ء سے مارچ 2001ء)

ہر دو سکالرشپ کے لئے درخواست سادہ کاغذ پر بنام ڈائریکٹر انفارمیشن و کلچر جاپانی سفارت خانہ کے نام مع CV اور اسناد اور مارک شیٹس کی فوٹو کاپی سمیت 15- جولائی تک مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

EMBASSY OF JAPAN
INFORMAT ION AND CULTURE
DEPTT.
DIPLOMATIC ENCLAVE
ISLAMABAD

مزید معلومات کے لئے فون نمبر 279320 (Ext.223) سے بھی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

(نظارت تعلیم)

بقیہ صفحہ 8

ترغیب ہی کار فرما رہی ہے۔ جبکہ وائس آف جرمنی نے کہا ہے کہ مسلم لیگ میں متوقع فارورڈ بلاک روکنے کے لئے فلور کراسنگ بل منظور کیا گیا ہے۔ کچھ لیگی ارکان اسمبلی قیادت کی ہر لحاظ سے مخالفت کرتے تھے اور خدشہ تھا کہ کہیں مسلم لیگ میں فارورڈ بلاک نہ بن جائے اسی وجہ سے جلد بازی میں یہ قانون منظور کرایا گیا۔ لیکن بحیثیت مجموعی یہ ایک اچھی پیش رفت ہے اور اس سے سیاست میں استحکام پیدا ہوگا۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے قومی حکومت کی تجویز کے سلسلے میں کہا ہے کہ انہوں نے یہ تجویز ملک کو تباہی سے بچانے کے لئے دی ہے۔ اور سیاسی پارٹیوں کو چاہئے کہ وہ مل کر اس پر غور کریں۔ کشمیر اور دوسرے معاملات کے بارے میں پاکستان پر دباؤ صاف ظاہر ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ الجزائر اور صومالیہ کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ اگر نئی حکومت نہ بنی ہو ملاؤں کا یا کوئی اور انقلاب آجائے گا انہوں نے مزید کہا کہ چودھویں ترمیم کی منظوری سے جمہوریت مستحکم ہوگی۔ صاف ستھرا سیاسی عمل شروع ہو سکے گا۔ لیکن مضبوط اقتصادی نظام کے لئے سیاسی اتفاق رائے ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ لاہور کے پرائم منسٹر کے گھر والوں کو ضمانت کرا کے لندن بھیجا جا سکتا ہے تو لاڑکانہ کے وزیر اعظم کے گھر والوں سے دوسرے درجہ کا سلوک کیوں کیا جاتا ہے۔

○ جمیعت علماء اسلام (ف) کے امیر مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے کہ ان کی جماعت نے روایتی سیاست ترک کر کے موجودہ نظام کو تبدیل کرنے کے لئے لائحہ عمل کا تعین کر لیا ہے جس کا اعلان مینار پاکستان کے سائے میں 12 اکتوبر کو ہونے والے جمیعت کے ملک گیر کنونشن اور جلسہ عام میں کیا جائے گا۔

○ امریکہ نے سرکاری طور پر پاکستان کے تین بڑے ایٹمی اداروں کو برآمدات پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اور ان اداروں کو بلیک لسٹ کر دیا ہے۔ ان اداروں میں کہوٹہ لیبارٹری، شیشل ڈویلپمنٹ سنٹر، اور کنٹرول انسٹی ٹیوٹ ای-پی-سی- آئی شامل ہیں۔ امریکی وزارت تجارت نے امریکہ کی تمام فرموں کو ایک نوٹس کے ذریعے اطلاع دی ہے کہ وہ پاکستان کے ان ایٹمی اداروں کو کسی قسم کا مال نہیں بھیج سکتے۔ کیونکہ برآمدی لسٹ میں ان کو خارج کر دیا گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 3 جولائی-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 30 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 45 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے تاجر برادری کے مطالبے پر چھوٹی صنعتوں پر جنرل سیلز ٹیکس، سنٹرل ایکسائز ڈیوٹی، ایک ماہ کے لئے اور پرچون کی سطح پر ٹیکس چھ ماہ کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ وزیراعظم نے بجٹ میں اعلان کردہ جنرل سیلز ٹیکس اور سنٹرل ایکسائز ڈیوٹی کے متعلقہ قوانین کا نفاذ بھی موخر کر دیا ہے۔ میاں محمد نواز شریف نے تاجروں کے 16 رکنی وفد سے ملاقات کے دوران تاجر برادری سے اپیل کی ہے کہ وہ ملک کو ان حالات سے نکالنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو انہیں کسی کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جائے گا۔ اس کے جواب میں تاجر رہنماؤں نے یقین دلایا کہ ملک بھر کی تاجر برادری پورے سال کا ٹیکس ایک ماہ میں دینے کو تیار ہے مگر حکومت وصولی کا نظام بہتر بنائے۔ جواباً وزیراعظم نے کہا کہ وہ ان کی تجاویز پر غور کریں گے۔ اس سلسلے میں وزیراعظم کی قائم کردہ کمیٹی آج سی۔ بی۔ آر۔ کے ساتھ مذاکرات کرے گی۔

○ حکومت نے فوج کی مدد سے ناجائز اسلحے کی برآمدگی کے لئے ایک ملک گیر آپریشن شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت اور جی ایچ کیو میں معاملات چند دن تک طے پا جائیں گے اور اس سلسلے میں ناجائز اسلحہ کا کاروبار کرنے والوں پر چھاپے مارے جائیں گے اور ان سے ناجائز اسلحہ برآمد کیا جائے گا۔ اور قومی شاہراہوں پر فوج کا گشت بڑھا دیا جائے گا۔ سمگلنگ کے خاتمے کے لئے سرحدیں سیل کر دی جائیں گی۔ اور اس سلسلے میں بھی فوج حکومت کی کارروائیوں میں مدد کرے گی۔ پنجاب پولیس کی تربیت کا کام بھی فوج کے سپرد کیا جائے گا۔

○ کراچی میں گزشتہ روز دہشت گردوں نے دو پولیس اہلکاروں سمیت سات افراد ہلاک کر دئے۔ ہلاک ہونے والے دونوں کانسٹیبل موٹر سائیکل پر گشت کر رہے تھے کہ دہشت گردوں نے ان کو اغوا کر لیا اور گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ ان کی سب مشین گن بھی دہشت گرد لے گئے ان کے علاوہ ایک میاں بیوی کو ان کے فلیٹ میں پھانسی دے دی گئی۔ ایم۔ کیو۔ ایم۔ (الطاف) کا ایک کارکن اور ایک ٹھیلے والے کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ بحریہ کے ایک ملازم کا پیٹ تیز دھار آلے سے چاک کر دیا گیا۔

○ نارتھ کراچی میں ایک زیر تعمیر چار منزلہ عمارت گرنے سے دو مزدور ہلاک ہو گئے۔ جبکہ چالیس سے زیادہ مزدور ملبے تلے دب گئے۔ ریڈیو پاکستان کی اطلاع کے مطابق بعد دوپہر عمارت کے گرنے سے پہلے ایک دھماکہ سنا گیا۔

○ لاہور میں نشاط کالونی کے نزدیک امام بارگاہ ربانی روڈ پر واقع مسجد امیر معاویہ کے امام دہشت گردوں کی فائرنگ سے ہلاک ہو گئے۔ لاہور کینٹ کے علاقے نشاط کالونی کی مسجد کے امام قاری عمر حیات بچوں کو درس قرآن دے کر اپنے گھر جا رہے تھے کہ دو موٹر سائیکل سواروں نے کلاشن کوف سے فائرنگ کر دی۔ جس سے امام مسجد موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ مقتول قاری عمر حیات کے بہنوئی قاری صدیق کا تعلق سپاہ صحابہ سے ہے۔

○ صوبہ بھر میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کے انسداد کے لئے پنجاب پولیس نے ایک مذہبی تنظیم کے مزید سینکڑوں کارکن گرفتار کر لئے ہیں۔ یہ گرفتاریاں ایک گرینڈ آپریشن کے تحت کی جا رہی ہیں جو پچھلے چند روز سے جاری ہے۔ اس طرح صوبے میں گرفتار ہونے والے افراد کی تعداد نو سو تک پہنچ چکی ہے۔ صرف لاہور میں پکڑے جانے والوں کی تعداد 67 کے قریب ہے جبکہ بقیہ گرفتاریاں تمام پنجاب میں کی گئی ہیں۔

○ بی بی سی نے اپنے تبصرہ میں کہا ہے کہ 14 ویں آئینی ترمیم سے پاکستان میں غیر یقینی کا ایک بڑا سبب ختم ہو گیا ہے۔ بی بی سی کے مطابق بہت کم ایسا ہوا ہے کہ ارکان اسمبلی نے اصولوں کی بنیاد پر جماعت تبدیل کی ہو۔ اس کے پیچھے زیادہ تر پیسہ۔ اثر و رسوخ اور اقتدار میں شمولیت کی

باقی صفحہ 7 پر

ضروری اعلان

○ الفضل کے نمائندے برائے اشتہارات مکرم محمد مظفر احمد علوی صاحب فوری طور پر ربوہ واپس آکر دفتر الفضل سے رابطہ کریں۔ ضروری تاکید ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ)

فرحت علی جیولرز اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹرز: غلام سرور طاہر اینڈ سنز
فون 213158